محمد الیاس الاعظمی ایم اے' مدرس مدرسہ اسلامیہ
جمعیۃ القریش اعظم گڑھ

امام ابوالحسن علی کسائیؒ (متوفی ۱۸۹ھ/۸۰۵ء)

امام ابوالحسن علی کسائی تبع تابعین میں سے ہیں نحو اور لغت و عربیت اور خاص طور پر قرات میں ان کا مرتبہ اس درجہ بلند ہے کہ وہ ان کے امام کہلاتے ہیں قراء سبعہ کے یہ سب سے آخری یعنی ساتویں قاری ہیں یہ جب تک زندہ رہے قرآن پاک کی خدمت کی ۔ ان سے بے شمار طالبان علم نبوی نے اپنی علمی و دینی پیاس بجھائی اس لئے ان کی زندگی کے حالات و واقعات اور مختلف النوع خصوصیات و امتیازات کو قدرے تفصیل سے قلمبند کیا جاتا ہے ۔

نام و نسب : علی نام ' ابوالحسن کنیت' کسائی لقب و نسبت اور شجرہ نسب مندرجہ ذیل ہے ۔

سیدنا ابوالحسن علی بن حمزہ بن عبداللہ بن قیس (بہمن) بن فیروز اسدی کوفی نحوی کسائی ۔

نسبتیں : امام ابوالحسن علی کسائی 'کسائی اسدی' نحوی اور کوفی کی نسبتوں سے مشہور ہیں ۔ کسائی سے مشہور ہونے کی چار وجہیں بیان کی گئی ہیں ۔

1 - عالم جوانی میں کمبل کی تجارت کرتے تھے اور کمبل کو عربی زبان میں کسا کہتے ہیں چنانچہ کسا کی خرید و فروخت کی بنا پر کسائی سے مشہور ہو گئے ۔

2- حج بیت اللہ شریف میں احرام کسا یعنی کمبل کا باندھا تھا اس لئے کسائی سے مشہور ہوئے علامہ شاطبی اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں :

و اما علی فالکسائی نعتہ لما کان فی الاحرام فیہ تسربلا

ترجمہ : امام ابوالحسن علی کسائی جو ہیں ان کی صفت کسائی ہے اس وجہ سے کہ انہوں نے وقت احرام میں کمبل پہنا تھا ۔

عبدالرحمن بن موسی کہتے ہیں کہ میں نے کسائی سے پوچھا کہ آپ کو کسائی کیوں کہا جانے لگا تو انہوں نے فرمایا **لانی احرمت فی کسائیں** نے احرام کمبل میں باندھا تھا ۔

3- وہ امام حمزہ کے شاگرد ہیں ان کے درس میں کسا یعنی کمبل اوڑھ کر بیٹھے تھے امام حمزہ فرمایا کرتے تھے کہ اس کمبل والے کو میرے پاس لاؤ ' امام ہوازی کا بیان ہے کہ میرے نزدیک اشبہ بالصواب یہی ہے ۔

4۔ کسائی جہاں مقیم تھے اس جگہ کا نام کسا تھا اس لئے کسائی کے نام سے مشہور ہوئے ۔ مولانا اسحاق صاحب لکھتے ہیں ۔

"انہیں کسائی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ایک خاص قسم کے لباس اور حلہ سے آراستہ و پیراستہ رہتے تھے .... ایک قول یہ ہے کہ جس گاؤں کے رہنے والے تھے اس کا نام کسا تھا اس لئے کسائی کہلائے۔

ان دونوں وجہوں کو لکھنے کے بعد مولانا اسحاق صاحب نے لکھا ہے کہ پہلی توجیہہ زیادہ صحیح ہے .علامہ ابن القاصح بغدادی تحریر فرماتے ہیں ۔

قیل لہ الکسائی من اجل انہ احرم فی کساء

ان کو کسائی اس لئے کہا جاتا کہ انہوں نے ایک چادر میں احرام باندھا تھا۔

اسدی کوفی نحوی اس بنا پر کہے جاتے ہیں کہ بنو اسد کے آزاد کردہ غلام کوفہ کے رہنے والے اور فن نحو کے امام بلکہ اس فن کے بانی تھے ۔

ولادت و وطن : امام ابوالحسن علی کسائی کی ولادت 119ھ میں بزمانہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک اموی کوفہ میں ہوئی اور یہیں پرورش و پرداخت بھی ہوئی ۔ اصلا فارسی النسل سواد عراق کے باشندے اور امام محمد بن حسن شیبانی کے خالہ زاد بھائی تھے ۔

تحصیل علم : کوفہ میں امام حمزہ الزیات کوفی سے قرات قرآن کی تعلیم حاصل کی بعد ازاں علم نحو کے حصول میں سرگرداں ہوئے تو کوفہ میں ابوجعفر رواسی سے' بصرہ میں امام نحو خلیل بن احمد اور معاذ بن الہراء سے اس علم کی تحصیل و تکمیل کی امام حمزہ سے چار مرتبہ قرآن کریم کی قرات کی اور قرات قرآن کریم میں ایک طرز خاص کے موجد ہوئے اور قراء سبعہ میں شمار ہوا بعد ازاں نحو اور قرات دونوں میں بڑا کمال پیدا کیا ۔

اساتذہ و شیوخ : امام ابوالحسن علی کسائی کو جن حضرات سے شرف تلمذ حاصل تھا ان کا شمار وقت کے مشاہیر میں ہوتا ہے امام حمزہ الزیات کوفی (قراء سبعہ میں چھٹے قاری) ان کے شیخ ہیں ۔ کسائی نے ان سے قرات سیکھی مذاکرہ کیا وہ کسائی پر مکمل اعتبار کرتے تھے اور اپنے درس میں شریک لوگوں سے فرماتے تھے کہ اس صاحب حلہ و لباس کی طرف رجوع کرو اور ان سے پوچھو ۔ امام حمزہ کوفی کی وفات کے بعد کوفہ میں قرات قرآن کی امامت و پیشوائی انہیں کو حاصل ہوئی' علامہ دانی کا بیان ہے کہ امام کسائی کی قرات کا ماخذ و سرچشمہ امام حمزہ کی قرات ہے۔

ان کے معلوم و مشہور اساتذہ و شیوخ مندرجہ ذیل ہیں :

شیوخ قرات : امام حمزہ کوفی ' قاضی محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی انصاری' عیسی بن عمر ہمدانی' اعمش ' ابوبکر بن عیاش الاسدی ' طلحہ بن مصرف ' اسماعیل بن جعفر انصاری' زائدہ بن قدامہ اور امام اعظم ابو حنیفہ -

شیوخ حدیث : امام ابوالحسن علی کسائی نے حدیث پاک کا بھی سماع کیا تھا اس سلسلہ میں جن سے شرف تلمذ حاصل ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں -

امام سفیان بن عیینہ ' سلیمان بن راقم' امام جعفر الصادق' اور العزرمی وغیرہ -

شیوخ نحو : امام نحو خلیل بن احمد نحوی ' ابوجعفر رواسی اور معاذ بن الہراء وغیرہ -

سلسلہ قرات : امام ابوالحسن علی کسائی نے امام حمزہ الزیات کوفی کے علاوہ عیسی بن عمر' طلحہ بن مصرف سے بھی سند لی جن کا سلسلہ ابراہیم نخعی ' علقمہ بن قیس اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے واسطوں سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے -

تلامذہ : امام ابوالحسن علی کسائی کے تلامذہ نامور ائمہ اور خلیفہ بھی شامل ہیں خلیفہ ہارون رشید ان کے شاگرد تھے - خلیفہ کے صاحبزادوں امین اور مامون کو بھی انہوں نے علوم قرآنیہ کی تعلیم دی تھی - ان کے علاوہ بغداد میں ان کا فیض عام تھا ان کے جن نامور تلامذہ کے نام معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں -

ابوالحارث لیث بن خالد' ابو عمر حفص دوری' نصیر بن یوسف' قتیبہ بن مہران' احمد بن سریج' ابوعبید القاسم بن سلمان ' یحیی بن زیاد الفراء ' خلف بن ہشام ' یحیی بن معین وغیرہ -

کسائی کے اول الذکر دونوں شاگردوں سے کسائی کی قرات کی اشاعت و ترویج ہوئی -

قرات میں درجہ و مرتبہ : فن قرات میں قدر و منزلت کے اعتبار سے وہ امام القراء تھے ابن معین کا بیان ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے امام کسائی سے زیادہ عمدہ پڑھنے والا نہیں دیکھا - ابن الانباری کا بیان ہے کہ "قرات 'عربی ادب اور لغت میں اعلم الناس تھے - علامہ سیوطی نے امام ابن حجر مکی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ابو عمر اور کسائی کی قرات سب قراتوں سے زیادہ فصیح ہے صاحب تہذیب کا بیان ہے کہ کسائی بغداد میں علم قرات و تجوید کے امام تھے "-

امامت و مرجعیت : امام ابوالحسن علی کسائی کی شخصیت اپنے گوناگوں امتیازات و کمالات کی بنا پر مرجع خلائق بن گئی تھی - کوفہ کے منبر پر بیٹھ کر درس دیا کرتے تھے اور ایک جم غفیر ان سے اخذ قرات قران کیا کرتا تھا اپنے استاذ امام حمزہ الزیات کوفی کی وفات کے بعد مسند کوفہ پر متمکن ہوئے امام

القراء اور امام النحو کے القابات سے نوازے گئے۔

ابن مجاہد کا بیان ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں قرات میں لوگوں کے امام تھے۔ ابوطیب لغوی کا بیان ہے کہ:

"کسائی اہل کوفہ کے عالم اور ان کے امام تھے اہل علم کا مرجع اور ان کے مصلح تھے"

قرات اور نحو: تذکرہ نگاروں نے نحو اور قرات کا ذکر ایک ہی جگہ کیا ہے۔ قرن اول میں ہر قاری نحوی ہوتا تھا در حقیقت قراتوں کے اختلافات ہی نے قاریوں کے اندر یہ جذبہ و حوصلہ پیدا کیا کہ وہ نحو کے اصول و ضوابط منضبط کریں تاکہ قراء کرام قرآن پاک کی تلاوت میں کلمات قرآن اصلیت محل اور اعراب سمجھ سکیں۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ بصرہ کے وہ تمام نحوی جو ابن اسحق کے بعد کے ہیں ان سب کا تعلق قراء سے تھا یعنی وہ قاری تھے۔ قراء سبعہ کے اکثر قاری نحوی ہیں مثلاً کسائی کے علاوہ ابو عمر زبان بن العلا امام حمزہ الزیات کوفی ' امام عاصم کوفی وغیرہ

قراء سبعہ کے علاوہ اور بھی بہت سے قراء نحوی تھے جیسے ابن ابی اسحاق حضرمی ' عیسی بن عمر ،خلیل بن احمد ' یونس بن حبیب وغیرہ یہ سب قراء تھے سیبویہ بھی قراتوں کے ماہر تھے۔ اپنی تصنیف الکتاب میں وہ اکثر قراتوں سے بحث و تعرض کرتے ہیں۔

نحو سے دلچسپی کی ابتداء: امام ابوالحسن علی کسائی کی نحو سے رغبت کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے کسائی کے شاگرد فراء کا بیان ہے کہ امام کسائی ایک مرتبہ طویل سفر کے بعد اپنے حلقہ احباب میں پہنچے جس میں فضل بھی تھے اور یہ اکثر یہاں بیٹھا کرتے تھے اہل مجلس کے دریافت کرنے پر انہوں نے اپنی تکان کو ان الفاظ میں بیان کیا: "اعییت" اس پر فضل نے کہا تم ہمارے ساتھ رہتے ہوئے بھی اس طرح کی غلطی کرتے ہو کسائی نے کہا کہ میں نے کون سی غلطی کی ہے تو ان لوگوں نے بتایا کہ تم سفر کی وجہ سے تھک جانے کو اعییت کے بجائے اعییت ' تخفیف سے تعبیر کرنا چاہئے علیت اس وقت بولتے ہیں جب انسان کو کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئے اور بالکل عاجز و بے بس ہو۔ اس واقعہ سے کسائی نے بڑی خجالت محسوس کی اور ان پر اس کا گہرا اثر ہوا۔ چنانچہ اسی وقت وہ علم نحو حاصل کرنے کے لئے کمر بستہ ہوئے اور دریافت کیا کہ اس وقت علم نحو کا سب سے بڑا ماہر شخص کون ہے۔ لوگوں نے معاذ بن الہراء کا نام بتایا چنانچہ کسائی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مکمل استفادہ کیا اس کے بعد بصرہ گئے اور خلیل بن احمد سے خصوصی استفادہ کیا ان کے درس میں بیٹھے تو ایک اعرابی نے کہا۔

ترکت اسدا و تمیما و عندھما	تم بنو اسد اور بنو تمیم کو چھوڑ کر بصرہ آئے ہو۔
الفصاحتہ و جئت الی البصرۃ	حالانکہ ان کے پاس فصاحت تھی۔

مولانا عبدالقیوم حقانی لکھتے ہیں -

اسی زمانہ میں امام کسائی جب ایک روز کسی گلی سے گذر رہے تھے تو ایک بدوی نے ان پر طعن کیا کہ تم لوگ کان ادب بنو تمیم اور بنو اسد کو چھوڑ کر عربیت حاصل کرنے بصرہ آئے ہو بھلا یہاں کتنا ادب حاصل کر سکو گے؟ یہ چبھتا ہوا فقرہ امام کسائی کے دل میں اتر گیا اور اپنے استاذ علامہ خلیل بصری سے کسی موقع پر انہوں نے دریافت کیا حضرت آپ نے فن ادب کہاں سے سیکھا؟ استاذ نے جواب دیا حجاز، تہامہ، اور نجد کے جنگلوں میں ۔ بس پھر کیا ہوا کسائی کے سر میں ایک تازہ سودا پیدا ہوا، عشق کی موجیں مچلنے لگیں شہر چھوڑ دیا صحراؤں اور جنگلوں کی راہ لی قبیلہ در قبیلہ پھرتے رہے اور اتنے پھرے اور اس قدر اسفار کئے کہ فن ادب کا کوئی پہلو ان سے پوشیدہ نہ رہا۔ حتی کہ اس فن کے امام بن گئے جس کے نہ جاننے سے شرمندہ ہونا پڑا تھا ۔ آج اس کے ایک ایک پہلو سے انہیں عزتیں اور رفعتیں مل رہی ہیں - (ارباب علم وکمال اور پیشۂ رزق حلال) ص۱۵۱

امام کسائی جب نجد و تہامہ اور حجاز سے واپس ہوئے تو حفظ کی ہوئی چیزوں کے علاوہ دیہاتیوں کے اقوال و محاورات لکھنے پر روشنائی کی پندرہ بوتلیں صرف کر چکے تھے - صاحب المدارس النحویہ کا بیان ہے کہ:

انہ خرج الی نجد و تہامہ و الحجاز و رجع و قد انفذ خمس عشرہ قنینہ حبر فی الکتابتہ عن العرب سوی ما حفظ

کسائی نے نجد تہامہ اور حجاز کا سفر کیا عربوں کی روایت لکھنے میں پندرہ شیشی روشنائی صرف کی علاوہ ازیں بہت سی چیزوں کو اپنے میں محفوظ کر لیا -

عربی قبائل سے تحصیل علم کے بعد پھر بصرہ تشریف لائے تو خلیل بن احمد کی وفات ہو چکی تھی ان کی مسند درس پر ان کے شاگرد یونس بن حبیب بصری نحوی تشریف فرما تھے ۔ امام کسائی نے بہت سے مسائل میں ان سے گفتگو کی تو انہوں نے کسائی کی تصدیق کی اور اپنی جگہ پر امام کسائی کو بٹھایا اور پھر یہیں انہوں نے مستقل اقامت اختیار کر لی -

نحوی اسکول : علم نحو کے تین مراکز تھے جنہیں اسکول سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ اولیت بصری اسکول کو حاصل ہے اس کے بعد کوفہ اور بغداد کے مراکز کا تذکرہ کیا جاتا ہے ۔ ان نحوی مراکز سے وابستہ علماء نے بڑی محنت کی اور فن نحو کو بڑی وسعت و ہمہ گیری بخشی ۔ ان میں سر فہرست بصرہ میں سیبویہ، کوفہ میں کسائی اور بغداد میں ابن کیسان تھے کوفی اسکول کی ابتداء کسائی کے استاذ ابو جعفر رواسی اور معاذ بن

الفراء سے ہوتی ہے مگر کسائی کی محنت و مشقت نے ان کو کوفی اسکول کا بانی قرار دینے کا جواز فراہم کر دیا در اصل کوفی نحو کی ابتداء باقاعدہ اور منظم طریقے سے کسائی اور ان کے شاگرد فراء سے ہوتی ہے۔ انہیں دونوں نے اس کے مقدمات ترتیب دیئے اصول و ضوابط منضبط اور خطوط بنائے اور اپنی نجی صلاحیتوں کی بنا پر کوفی اسکول کو ایک مستقل نظریہ دیا۔

نحوی مراکز کے درمیان چپقلش ' معرکہ آرائی اور ایک دوسرے پر تنقید و اعتراضات بھی ہوتے تھے۔ اس سلسلہ میں ابن الانباری نے دونوں کے اختلافات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب بھی لکھی تھی۔ چونکہ امام کسائی اور ان کے ہم خیال نحویوں کا رویہ فراخدلانہ اور وسعت پسندانہ تھا وہ صرف فصحائے عرب ہی سے اشعار و امثال لینے پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ اِنْ عربوں سے بھی روایت کرتے تھے جو شہروں میں رہتے تھے جب کہ اہل بصرہ ان سے سند لینے کو پسند نہیں کرتے تھے اس میں وہ متشدد تھے اور اسی بنا پر امام کسائی کو اپنی تنقیدوں کا ہدف بناتے تھے جیسا کہ اس قول سے ظاہر ہے:

انہ کان یسمع الشاذ الذی لا یجوزمن الخطا و اللحن و شعر غیر اہل فصاحتہ و الضرورہ لیجعل ذالک اصلا و یقیس علیہ حتی افسد النحو:

شاذ اور غلط روایتوں کو قبول کرتا تھا اور غیر اہل فصاحت کے اشعار نقل کرتا تھا اور اس کو اصل بنا کر اس پر قیاس کرتا تھا یہاں تک کہ نحو کو ہی خراب کر دیا۔

حالانکہ ابتداء میں اشعار و امثال اور اقوال و محاورات ہی سے کام لیا جاتا تھا اس کے باوجود ابن خلکان کا یہ قول حیرت انگیز ہے کہ:

"اس کو شعر میں کوئی مہارت حاصل نہیں تھی مشہور مقولہ ہے کہ علمائے نحو میں کسائی سے زیادہ شعر سے ناواقف کوئی نہیں ہے"۔

مناظرے: اوپر گذر چکا ہے کہ کسائی نے خلیفہ ہارون رشید کے بیٹے امین و مامون کی اتالیقی میں خلیفہ ہارون رشید کے وزیر اعظم یحیی بن خالد نے کسائی اور سیبویہ کو اکٹھا کیا امام کسائی کے شاگرد فراء کا بیان ہے کہ میں ایک روز کسائی کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں میں نے رونے کا سبب دریافت کیا تو کسائی نے فرمایا:

یہ بادشاہ یحیی ابن خالد مجھے بلاتا ہے کہ مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے اگر میں اس کا جواب دینے میں دیر کروں گا تو مجھ پر اس کا عتاب ہو گا اور اگر عجلت سے جواب دوں تو مجھے غلطی کا خطرہ ہے"

انہوں نے مشورہ دیا کہ وہ جو کچھ پوچھے آپ کا اس کا جواب دیجئے آپ تو کسائی ہیں کسائی نے اپنی زبان پکڑلی اور کہا اللہ تو اس زبان کو کاٹ اگر میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے علم نہ ہو۔

واضح رہے کہ سیبویہ ماہر قرات و نحو اور بصری اسکول کے نمائندہ تھے بالاخر دونوں میں مناظرہ ہوا کسائی نے سیبویہ سے دریافت کیا کہ **کنت اظن اشد العقرب لدغہ من الزنبور فاذا ھوا یاھا**" میں فصاحت کس میں ہے سیبویہ نے جواب دیا آخری جملے میں ایاھا کی منصوب ضمیرلانا جائز نہیں ہے صحیح یہ ہے "فاذا ھو ھی" کسائی نے فرمایا عربوں میں دونوں رائج ہیں بات آگے بڑھی تو ایک فصیح اللہجہ عرب دیہاتی کو حکم مقرر کیا گیا اس نے سیبویہ کے حق میں فیصلہ صادر کر دیا لیکن چونکہ کسائی امین کے اتالیق اور کوفہ کے رہنے والے تھے اس لئے ان کے طرفداروں کو کسائی کی پسپائی گوارا نہ ہوئی اس لئے سیبویہ نے دل برداشتہ اور طول خاطر ہو کر بغداد کو خیر باد کہہ کر بیضاء کے لئے رخت سفر باندھ لیا اور بقیہ زندگی بیضاء میں گوشہ نشینی میں گذار دی۔

لیکن اس مناظرے کی مکمل روداد دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے نہیں کہا جا سکتا کہ کون حق پر تھا غیرواضح اور مبہم ہونے کی وجہ سے یہ واقعہ محل نظر ہے۔

فراء کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے میری تعریف کی اور کہا کہ آپ کسائی کے پاس کیوں جاتے ہیں آپ تو علم نحو میں انہیں کی طرح ہیں چنانچہ مجھے اس کا زعم پیدا ہوا اور میں نے کسائی سے مناظرہ کیا اور کچھ سوالات کئے تو معلوم ہوا کہ میری حیثیت ایک چڑیا کی سی ہے جو سمندر میں پانی پی رہی ہو۔

نحو میں کمال و امتیاز: امام ابوالحسن علی کسائی کی جلالت شان اور علو مرتبت کا اندازہ علامہ ابن الانباری (م 328ھ) کے اس قول سے ہوتا ہے کہ "امام کسائی علم نحو کے ماہر اور عربی میں بے نظیر تھے ان پر نحو اور فن قرات دونوں ہی چیزیں منتہی ہوتی ہیں۔ حرملہ ابن یحیی تجیبی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی سے کہتے ہوئے سنا کہ جسے علم نحو میں مہارت حاصل کرنی ہو وہ کسائی کا محتاج ہے۔

خلیفہ سے تعلق: امام ابوالحسن علی کسائی نے خلیفہ ہارون رشید اور اس کے لڑکے امین کو پڑھایا تھا اس لئے خلیفہ کی بارگاہ میں کسائی کو اثر و رسوخ حاصل تھا خلیفہ کی معیت میں وہ خراسان جاتے ہوئے شہر" رے " میں انہوں نے وفات پائی ان کی وفات پر خلیفہ کو سخت صدمہ ہوا اس نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا:

دفنا الفقہ و النحو بالری فی یوم واحد ہم نے فقہ اور نحو دونوں کو ایک ہی دن شہرری میں دفن کر دیا

تصانیف : درس و تدریس کے علاوہ ان کا وقت تصنیف و تالیف میں گذرتا ان کی جن کتابوں سے ہم واقف ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں -

1- معانی القرآن : یہ علوم القرآن سے متعلق تھی -

2- مختصر النحو : 3- کتاب الحدود فی النحو : ان دونوں کتابوں کی تفصیل معلوم نہ ہو سکی لیکن ان کے ناموں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نحو سے متعلق تھیں -

4- نوادر کبیر : اس کے متعلق کوئی تفصیل نہ مل سکی -

5- ما تلحن فیہ العوام : یہ کتاب اغلاط عام سے متعلق تھی اپنے موضوع کے لحاظ سے غالبا یہ سب سے قدیم ترین تصنیف ہے اس کا مخطوطہ کتب خانہ برلن میں ہے بروکلمان Brockelmann نے رسالہ Zeitschr.F. Assyrial کے شمارہ 125 سنہ 1898ء میں ص 29 تا 46 میں شائع کیا تھا بعد ازاں عبدالعزیز میمنی کی تصحیح سے دوبارہ شائع ہوا -

اس کے علاوہ اور بھی مختلف رسالے اور کتابیں تصنیف کیں لیکن ہم ان کی تفصیلات سے محروم ہیں -

وفات : انہوں نے 189ھ ر 805ء میں " ری " کے ایک قریہ رنبویہ میں خلیفہ ہارون رشید کے ساتھ خراسان جاتے ہوئے ستر سال کی عمر میں وفات پائی - اور وہیں سپرد خاک کئے گئے ' تاریخ وفات لفظ الحسن سے نکلتی ہے اسی دن ان کے خالہ زاد بھائی اور مشہور فقیہ امام محمد بن حسن شیبانی نے بھی یہیں وفات پائی اسی پر خلیفہ ہارون رشید نے کہا تھا کہ "ہم نے فقہ اور نحو دونوں کو ایک ہی دن شہرری میں دفن کر دیا"

صاحب تذکرۃ الحفاظ نے بغیر کسی حوالے کے سنہ وفات 180ھ اور جائے وفات طوس لکھ دیا ہے - جب کہ کسی معتبر کتاب سے ان کے بیان کی تصدیق نہیں ہوتی -

بشارتیں : اسمٰعیل بن جعفر مدنی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں امام کسائی کی زیارت کی اور دریافت کیا کہ اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو کسائی نے فرمایا کہ قرآن کی وجہ سے میری مغفرت فرما دی اور جنت میں جگہ دی -

دوسری جگہ ہے کہ اللہ تعالی نے میری مغفرت فرما دی اور خاص کرم کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ علی بن حمزہ کسائی ہو میں نے کہا

ہاں تو آپ نے فرمایا قرات کرو میں نے والصافات صفا سے شہاب ثاقب تک تلاوت کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن امتیں تم پر فخر کریں گی ۔

خود امام کسائی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ نے فرمایا تم کسائی ہو میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ پھر آپ نے فرمایا پڑھو میں نے کہا کیا پڑھوں آپ نے فرمایا **والصافات صفا فالز اجرات زجرا فالتالیات ذکرا ان الھکم لواحد** ۔ پھر اپنا دست مبارک میرے مونڈھے پر رکھا اور فرمایا **لا ضا ھین بک الملائکہ غدا** میں تمہارے ذریعہ کل فرشتوں پر فخر کروں گا ۔

محمد بن یحیی کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن ابن جریش سے سنا کہ انہوں نے کسائی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا امام کسائی نے کہا اللہ تعالی نے قرآن کی وجہ سے میری مغفرت فرما دی ۔

بقیہ: برکاتِ دارالعلوم دیوبند

چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

ہو وہ اس دور میں عبدالحق ہی تھا آپ نے اور آپ کے مخلص رفیق باتوفیق عبدالقیوم حقانی نے اس مردِ حق آگاہ کے حالات پر مشتمل الحق کا عبدالحق نمبر شائع فرما کر اپنی جانشینی اور خلافتِ صادقہ کا حق ادا کر کے متلاشیانِ دینِ حق پر بڑا کرم واحسان فرمایا ہے۔ جزاک اللہ خیر الجزاء، ویجعل آخرتک خیراً من الاولیٰ۔

مخلص خادم زاہد الحسینی غفرلہٗ

○ الحق کا یہ مولانا عبدالحق نمبر نہیں اس میں تو برصغیر بالخصوص سرحد کی علمی تاریخ کا کافی حصہ آگیا ہے اور کئی خفیہ معلومات ظاہر ہوگئے ہیں برکات دارالعلوم دیوبند کا مکمل آئینہ ہے اور مردِ حق آگاہ کی حیاتِ جاودانی کا زندہ ثبوت ہے۔

زندہ دارد مرد را آثار مرد نام گل باقیست گر گردد گلاب